فتاویٰ تاتارخانیہ

وہ کتابیں اپنے آباء کی......اس عنوان کے تحت اسلام کے مصادر ومراجع میں سے کسی ایک کتاب کا تفصیلی تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس بار فقہ حنفی کی مشہور کتاب "فتاوی تاتارخانیہ" کا تعارف نذر قارئین ہے...............(مدیر)

مفتی محمد ساجد میمن

کچھ مؤلف کے بارے میں:......حیرت اور باعث تعجب ہے کہ مؤلف کتاب کے تذکرے سے تاریخی اور فقہی تمام کتب خاموش ہیں، اسی طرح وہ کتب جو خاص مؤلفین ومصنفین کے احوال پر لکھی گئی ہیں، ان میں بھی مؤلف کے بارے میں خاص معلومات مذکور نہیں۔ چند ایک کتب میں مختصر سا تذکرہ کیا گیا ہے، جو یہ ہے:

آپ کا نام فرید الدین عالم بن علاء اِندرپتی دھلوی ہے۔ آپ کا شمار اپنے وقت کے نابغۂ روزگار علماء وفقہاء میں ہوتا تھا، فقہ، اصولِ فقہ اور عربی ادب میں آپ کو مہارت وملکہ تامہ حاصل تھا۔ ۷۷۷ھ میں فتاویٰ تاتارخانیہ کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ آپ کی وفات سلطان فیروز تغلق کے دورِ حکومت ۷۸۶ھ میں ہوئی۔

(نزہۃ الخواطر: ۱/ ۶۷، کشف الظنون: ۱/ ۳۲۲، ہدیۃ العارفین: ۵/ ۴۳۵، معجم المؤلفین: ۲/ ۲۶)

حاجی خلیفہ کی غلط فہمی:......کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے فتاویٰ تاتارخانیہ کا دو جگہ تذکرہ کیا ہے:

(۱)......تاتارخانیہ فی الفتاویٰ کے تحت (۱/ ۳۲۲)

(۱)......"زاد المسافر" کے تحت، اس دوسرے مقام پر حاجی خلیفہ سے مؤلف کی تاریخ وفات کی بابت سہو ہوا ہے، آپ لکھتے ہیں:

"زاد المسافر" في الفروع، وهو المعروف بالفتاویٰ التاتارخانية لعالم بن العلاء الحنفي، المتوفی ۲۸۶ھ ست وثمانین و مائتین۔" (کشف الظنون: ۲/ ۲۴۸)

مؤلف کی وفات ۲۸۶ھ قرار دینا سہو ہے، کیوں کہ یہ بات واضح ہے کہ مؤلف نے یہ کتاب "فیروز شاہ تغلق" کے دور

حکومت میں لکھی اور فیروز شاہ کا دور حکومت ۷۵۲ھ سے ۷۹۲ھ پر مشتمل ہے۔ (دیکھیے: تاریخ فرشتہ: ۱/۳۱۹، ۲۸)۔

علامہ عبدالحیؒ لکھنویؒ نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:

"وأنت تعلم من سنة وفاته لعلّه التبس عليه عدد السبع بالإثنين؛ لأنهما متقاربان في الشكل . فالمظنون أنه توفي سنة ۷٦۸ ست وثمانين وسبع مائة۔"(نزهة الخواطر: ۲/٦۷)

یعنی "مؤلف کے سن وفات کے بارے میں صاحب کشف الظنون کو "۷" اور "۲" کے عدد میں التباس ہوگیا ہے، اس لئے کہ یہ دونوں عدد تقریباً ہم شکل ہیں"۔

"اندر پت" کی تحقیق:...... مؤرخین کی رائے سے معلوم ہوتا ہے کہ "دہلی" کا قدیم نام "اندر پت" تھا، بعد میں میں تبدیلی آئی اور اس کا نام دہلی ہوگیا۔ سرسید احمد خان "اندر پت" کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پہلے "اندر پرست" اس میدان کا نام تھا جو پرانے قلعہ اور درے کے خونی دروازے کے درمیان میں ہے۔ ہندوؤں کے اعتقاد میں "اندر" نام ہے اکاس کے راجہ کا جو ہندوؤں کے مذہب میں ایک مقرری راجہ ہے اور "پرست" کہتے ہیں دونوں ہاتھوں کے ملے ہوئے لبوں کو، ہندوؤں کے اعتقاد میں یہ بات ہے کہ جہاں راجہ اندر نے کسی فرضی زمانے میں دونوں ہاتھ بھر کر موتیوں کا دان کیا تھا اس سبب سے اس جگہ کو "اندر پرست" کہتے ہیں۔ کثرت استعمال سے رے اور سین حذف ہوگیا اور اندر پت مشہور ہوگیا۔ مگر میری سمجھ میں یہ معنی تو ایسے ہی ہیں جیسے اور ہندوؤں کی کہانیاں،...... صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ "پت" کے معنی صاحب اور مالک اور حاکم کے ہیں جب یہ شہر آباد ہوا تو آباد کرنے والے نے نیک فال سمجھ کر "اندر پت" نام رکھا یعنی اس شہر کا مالک یا حاکم "اندر" ہے جو اکاس اور بہشت کا راجہ ہے۔ پہلے زمانے میں یہاں کے راجاؤں کی تخت گاہ ہستنا پور تھا، گنگا کے کنارے دلی سے تخمیناً سو میل دور ہے جب راجہ جدہشتر اور راجہ جر جودھن میں بگاڑ ہوا تو راجہ جدہشتر نے یہ شہر آباد کیا۔ ہندی حسان کے بموجب یہ جھگڑا دواپر جگ کے اخیر اور کلجگ کی ابتدا یعنی تین ہزار ایک سو اکیس سال قبل ولادت حضرت مسیح ہوا مگر یہ زمانہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یہ مدت طوفان سے بھی پہلے کی ہے، صحیح حساب سے یوں تحقیق ہوا ہے کہ واقعۂ مہابھارت اور راجہ جدہشتر کی مسند نشینی ایک ہزار چار سو پچاس سال تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی پس اس شہر کے آباد ہونے کا یہی صحیح زمانہ ہے، اگرچہ اب اس شہر کا نشان باقی نہیں رہا لیکن شاہجہاں آباد کے جنوب کی طرف دلی دروازے کے باہر جو زمین ہے اندر پت کی زمین کہلاتی ہے مگر خاص اندر پت کی آبادی اب نہیں رہی، ساری زمین میں زراعت ہوتی ہے اور وہاں کے زمیندار پرانے قلعے میں بستے ہیں اور یہ سب سے پہلا شہر ہے جو یہاں آباد ہوا اس کے بعد اور آبادیاں اس کے آس پاس ہوتی رہیں ہیں"۔

اب سوال یہ ہے کہ اندر پت کا نام دہلی کس طرح اور کب ہوا؟ اس بارے میں تحقیق کرتے ہوئے سرسید احمد خان